سوال

(48) مدرک رکوع کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں-

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مدرک رکوع کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ کی بنیاد مقتدی کے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے پر ہے۔ اسحق بن راہویہ، احمد، مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا خیال ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے جہری قرأت والی نمازوں میں کچھ نہ پڑھے اور احناف کے نزدیک جہری اور سرّی دونوں میں کچھ نہ پڑھے۔ چونکہ ابو ہریرہ کی مرفوع حدیث میں آیا ہے انما جعل الامام لیؤتم بہ الخ یعنی امام اقتداء کرنے کے لیے مقرر کیا جاتا ہے۔ جب تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ (امام) پڑھے تم چپ رہو۔ رواہ الخمسة الا الترمذی ۔ امام ابو داوٗد رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واذا قرأ فانصتو کی زیادتی محفوظ نہیں ہے۔ بلکہ ابو خالد سے وہم واقع ہوگیا ہے۔ لیکن منذری نے امام ابو داؤد کے قول کو محل نظر قرار دیا ہے، چونکہ امام مسلم نے اسے صحیح کہا ہے۔ لہذا اس زیادتی کی صحت کو ترجیح حاصل ہے مگر اس سے مراد فاتحہ کے علاوہ ہے۔ چونکہ متعدد صحیح اور حسن احادیث میں وارد ہوچکا ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی۔ احناف کی دلیل ایک یہ حدیث بھی ہے مَنْ کَانَ لَہ اِمَامٌ فَقِرَاَة الْاِمَامِ لَہ قِرَاَة : یعنی مقتدی کے لیے امام کی قرأة ہی کافی ہے۔ امام شوکانی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ اس سے استدلال ٹھیک نہیں۔ نیز قرآن کی آیت فَاسْتَمِعُوْا لَہ وَاَنْصِتُوْا کو بھی احناف بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اول تو یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں ہے اگر نماز کے متعلق بھی مان لی جائے تو جہری کے متعلق ہے نہ کہ سرّی کے امام شافعی اور ان کے اصحاب کا مسلک وجوب فاتحہ خلف الامام ہے۔ بغیر سرّی اور جہری کے مابین فرق کے، خواہ مقتدی امام کی قرأة سنتا ہو یا نہ سنتا ہو۔ ان کی دلیل اس باب میں واقع عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اور شوافع نے قول اول کا جواب اس طرح دیا ہے۔ کہ وہ احادیث عام ہیں اور عبادہ بن صامت کی حدیث ہے اور شوافع نے قول اول کا جواب اس طرح دیا ہے۔ کہ وہ احادیث عام ہیں اور عبادہ کی حدیث خاص ہے اور عام پر خاص کی ترجیح ضروری ہے جیسا کہ اصول میں مقرر ہے علامہ شوکانی نے ''ارشاد الفحول'' میں اور ہم نے ''حصول المأمول'' میں بیان کر دیا ہے۔ احادیث صحیحہ بھی امام شافعی کے قول کی تائید کرتی ہیں۔ کہ ہر رکعت میں فاتحہ واجب ہے خواہ مقتدی ہو یا امام۔ ان احادیث سے راہ فرار اختیار نہیں کیجا سکتی مگر احادیث صحیحہ کے ساتھ نہ کے عمومی دلائل کے ساتھ۔ پھر شافعہ میں اختلاف ہے کہ فاتحہ سکتات امام میں پڑھی جائے یا امام کے ساتھ، ظاہر احادیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام کے ساتھ ہی پڑھی جائے، لیکن اگر سکتات امام میں پڑھی جا سکے تو یہ زیادہ مناسب ہے۔ چونکہ قول اول والوں کے نزدیک بھی یہ جائز ہے۔ لہذا اس پر عمل کرنے والا اجماع پر عامل ہوگا۔ امام کی قرأة کے وقت یا سورة پڑھنے کے وقت فاتحہ نہ پڑھنے پر کوئی دلیل وارد نہیں، بلکہ تمام صورتیں جائز اور سنت ہیں۔

القصہ حق بات یہ ہے کہ فاتحہ کا پڑھنا امام اور ماموم دونوں پر ہر رکعت میں واجب ہے اور قرأة فاتحہ صحت صلوٰة کی شروط میں سے ہے۔ اور جس شخص نے گمان کیا ہے کہ کوی نماز یا کوئی رکعت بغیر فاتحہ کے بھی ہو سکتی ہے۔ وہ اقامت حجت کا محتاج ہے۔ واذلیس فلیس

اس بحث سے جمہور کے مسلک کا ضعف خود بخود ظاہر ہوگیا۔ جمہور کا خیال ہے کہ اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا ہے اور ساتھ شامل ہوگیا اس کی وہ رکعت بھی ہو جائے گی اگرچہ

اس نے بالکل قرأۃ نہ کی ہو۔ اوران کی دلیل ابوہریرہ کی روایت ہے ۔ مَنۡ اَدۡرَکَ الرُّکُوۡعَ مِنَ الرَّکۡعَۃِ الۡاَخِیۡرَۃِ فِیۡ صَلٰوتِہٖ یَوۡمِ الجمعہ فَلۡیُضۡف الیھا رکعۃ اخری جس تخص نے نمازجمعہ کی ایک رکعت پالی وہ دوسری کواس کے ساتھ ملالے ۔ دار قطنی نے اسے روایت کیا ہے ۔ اوراس میں لیس بن معاذمتروک الحدیث راوی ہے ۔ نیز دار قطنی سے ہی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں : اذاادرک احدکم الرکعتین یوم الجمعۃ فقدادرک واذاادرک رکعۃ فلیرکع الیھا الاخری یعنی جس نیظ نمازجمعہ کی دورکعتیں اداکرلیں ٹھیک لیکن اگرایک رکعت پڑھی ہے تواسے ایک اورساتھ ملالینی چاہیے ۔ مگراس کی سند میں بھی سلیمان متروک الحدیث اور صالح ضعیف راوی موجودہیں ۔ دونوں روایتوں میں جمعہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے ، کہ غیرجمعہ کی نماز اس ک یخلاف ہے اوراسی طرح دوسری روایت میں ایک رکعت کی قید مزید گومدعا کے خلاف ہے ۔ چونکہ رکعت اصل میں پوری رکعت کوکہتے ہیں نہ کہ رکوع یااس کے بعد کے کسی حصے کو جیساکہ صحیح مسلم میں براکی روایت کے الفاظ ہیں : فوجدت قیامہ فرکعتہ فاعتدالہ فسجدتہ ۔ چونکہ رکوع کا سجدے اورقیام کے برابر واقع ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ پہلی روایت میں رکعت سے مرادرکوع ہے ۔ اورحدیث من ادرک الرکعۃ من صلٰوۃ الجمعۃ جتنے طرق سے بھی آتی ہے ۔ ان میں کوئی کلام سے خالی نہیں ہے ۔ حتیٰ کہ ابن ای حاتم نے علل میں اپنے باپ سے روایت کی ہے ۔ کہ لااصل لھذاالحدیث انا المتن من ادرک من الصلٰوۃ رکعتہ فقدادرکھا : یعنی اس حدیث کا اصل نہیں ہے ۔ صرف یہ ہے کہ جس شخص نے نماز سے ایک رکعت پالی اس نے نمازپالی ۔ اسی طرح دار قطنی اور عقیلی نے کہا ہے ۔ ابن خزیمہ نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں جس نے ایک رکعت امام کے سیدھا ہونے سے قبل اس نے نمازپالی (یعنی ثواب) یہ حدیث بھی ان کے مدعا پر دلالت نہیں کرتی ۔ حقیقت عرفیہ اور شرعیہ جو حقیقت لغویہ پر مقدم ہیں ۔ جیساکہ اصول کا مسئلہ ہے ۔ دونوں میں رکعت جمیع اذکاروارکان کا نام ہے پس ابن خزیمہ والی اوراس سے قبل واقع حدیث کواپنے حقیقی معنی سے پھیرنا صحیح نہیں ہے ۔ اورحدیث میں جوقبل ان یقیم الامام صلبہ (یعنی امام کے سیدھا ہونے سے پہلے رکعت پالے) کی قیدوغیرہ ہوتی ہے ۔ تویہ دفع وہم کےلیے ہے ۔ یعنی وہ شخص جس نے تمام قرأت امام کے رکوع جانے سے قبل پڑھ لی مرادہے ۔ اگرکسی کے فاتحہ سے فارغ ہونے سے قبل امام نے رکوع کردیاوہ بھی غیرمدرک رکعت ہے ۔ یہاں سے یہ سمجھنا بالکل آسان ہے کہ مدرک رکعت صرف وہ ہے جس نے مکمل رکعت مع تمام اذکاروارکان کے پالی ہے ۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اورروایت بھی ہے ۔ انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم من ادرک الامام فی الرکوع فلیرکع معہ ولیعد الرکعۃ یعنی جوشخص امام کورکوع میں پائے تواس کے ساتھ شامل ہو جائے اوررکعت کولوٹائے ۔ نیزامام بخاری نے جزہ القرأۃ خلف الامام میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ اگرقوم رکوع پالے تواس رکعت کوشمارنہ کرے ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ بات صحیح ہے یعنی ابوہریرہ کی موقوف روایت لیکن (مذکورۃ الصدر مرفوع) کا اصل نہیں ہے ۔ اوررافعی امام صاحب کی اتباع کرتے ہوئے فرماتے ہیں : کہ ابوعاصم عبادی ابن خزیمہ سے حکایت کرتے ہیں کہ وہ ابوہریرہؓ کی (مرفوع) حدیث سے حجت پکڑتے ہیں ۔

اورامام بخاریؒ نے قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے ہرقائل وجوب سے یہ مسلک نقل کیا ہے ۔ علامہ ابن حجرؒ نے شافعیہ کی ایک جماعت سے اس مذہب کی حکایت کی ہے ۔ شیخ تقی الدین سبکی وغیرہ نے محدثین شافعیہ سے روایت کی ہے ۔ عقیلی نے بھی اسی مذہب کوترجیح دی ہے ۔ اوکہا ہے کہ میں نے اس مسئلہ کوخوب کھنگالا ہے ۔ فقہ اورحدیث دونوں کی رو سے اس پر نظرکی ہے ۔ مجھے اس سے زیادہ کچھ حاصل نذہیں ہوا، جومیں نے ذکرکردیا ہے (یعنی رکعت شمارنہ کی جائے) عراقی نےاپنے شیخ سبکی سے شرح ترمذی میں حکایت کی ہے کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اسے رکعت شمارنہ کرے ۔ تعجب تواس پر ہے جس نے اس مسئلہ پراجماع نقل کیا ہے : (باوجودان آئمہ کبارکے واضح خیالات کے) جومدرک رکوع کی عدم رکعت کے قائل ہیں ۔ جمہور کاابی بکرہ کی روایت سے استدلال کہ ایک شخص نے دورسے نمازشروع کردی توآں حضرت نے اسے فرمایازادک اللہ حرصاً ولاتعد ۔ یعنی جوجمہور کے مسلک کی مؤید ہو، جیسے اس میں اعادہ کا حکم مذکورنہیں ہے ۔ اسی طریہ بھی ذکرنہیں ہے کہ آپؐ نے اس رکعت کورکعت شمارکیا ہو ۔ (دعاصرف اس کی حرص میں اضافہ کےلیے ہے اورممانعت صرف دورسے نیت باندھنے سے ہے) باقی مقتدی امام کے ساتھ مامور بہ ہے ۔ خواہ وہ چیزقابل اعتماد ہویانہو ۔ جیسے حدیث میں ہے اذاجئتم الی الصلٰوۃ ونحن سجود فاسجدوولا تعدوھا شیئاً یعنی اگرکوئی شخص اس وقت جماعت سے ملاہے ۔ جب امام سجدے میں ہے تواسے سجدہ کرنا ہوگااوروہ سجدہ رکعت میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ اخرجہ ابوداؤدوغیرہ ۔ نبی علیہ السلام نے ابوبکرہ کوصرف لیسے فعل سے روکا ہے ۔ اس سے یہ استدلال کہ آپ نے رکعت لوٹانے سے روکا ہے ۔ یہ صحیح نہیں ہے ۔ ابن حزم نے محلی میں اس حدیث پراس طرح نوٹ دیا ہے جمہور کےلیے اس حدیث میں ہرگزکوئی دلیل نہیں ہے ۔ چونکہ اس یمںذکورنہیں ہے کہ آپنے اس رکعت کوکافی سمجھا تھا ۔ ابن حزم نے قیام اورقرأۃ فاتحہ کے لازم ہون پراس حدیث سے استدلال کیا ہے ۔ ماادرکتم فصلوومافاتکم فاتمواورجزماکہا ہے کہ رکعت اوررکن رکعت کے فوت ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے ۔ چونکہ جملہ ارکان کی تکمیل کے بغیرنمازنہیں ہوسکتی اورحدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جوچیزامام پہلے اداکرچکا ہے اسے پوراکیا جائے ۔ اس حکم سے کسی رکن کوخارج کرنا مناسب نذہیں ہے اس کے بعد ابن حزم فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے اس پراجماع کا دعویٰ کیا ہے ۔ (وہوکاذب فی ذالک) یعنی اجماع کامدعی جھوٹا ہے ۔ چونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ۔ کہ ایسی رکعت شمارنہ کی جائے کہ جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے ، نیزحضرت زیدبن ثابت سے مروی ہے کہ اگرسوال کیا جائے کہ آدمی کھڑاہوکرتکبیرکہے اوررکوع میں شامل ہوجائے

کیا اسے مدرک رکعت کہیں گے تو یہ ایک دوسری نافرمانی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم صرف یہ ہے۔ کہ آدمی جب نماز میں داخل ہو تو صرف اسی حالت میں داخل ہو جس میں امام اس وقت (یعنی اگر امام رکوع میں ہے تو رکوع میں اور اگر کسی مدوسری حالت میں ہے۔ تو اسی حالت میں) ہے۔ نیز یہ کسی نماز کے حصے کی قضا امام کے سلام سے قبل ہرگز جائز نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور کی سب سے بڑی دلیل ابو ہریرۃ کی وہ روایت ہے جس میں ''قبل ان یقیم صلبہ'' کے الفاظ ہیں اور اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے حالاں کہ وہ ان کے مطلوب پر دلالت نہیں کرتی، نیز امام ابن خزیمہ کا مذہب بھی دوسرا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ ابن خزیمہ کے نزدیک یہ روایت صحیح ہو، اور اس کا مذہب اس کے الٹ ہو اور ہماری منجملہ دلیلوں کے ابو ہریرۃؓ اور قتادہ کی وہ روایات ہیں جو متفق علیہا ہیں۔ (ما ادرکتم فصلوو ما فاتکم فاتموا) حافظ ابن حجر فتح الباری شرح بخاری میں رقم طراز ہیں کہ وہ اس روایت سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جو شخص امام کو رکوع میں پائے وہ اس رکعت کو شمار نہ کرے، چوں کہ اس کا قیام اور قرأۃ فوت ہو چکے ہیں، پھر ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جمہور کی دلیل ابو بکرہ کی روایت ہے اور اس کا جواب آپ پڑھ چکے ہیں۔ صاحب شرح منتقیٰ فرماتے ہیں کہ سید علامہ محمد بن اسماعیل الامیر نے اس موضوع پر ایک رسالۃ تالیف کیا ہے اور اس نے جمہور کے مذہب کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کے جواب میں چند بحثیں لکھی ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مدرک رکوع رکعت نہیں ہے اور بغیر قرأۃ فاتحہ کے رکعت نہیں ہوتی

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 170-174

محدث فتویٰ